

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک

پیکر علم و عمل

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

جامع الصفات شخصیت کی رحلت: بقیۃ السلف عظیم محقق قرون اولیٰ کی سادگی کا عظیم نمونہ، مجرّد و انکساری کا پیکر، سن
اسلامی فکر و عقیدہ کی تشریح کرنے والے دانائے راز علم و عمل و عشق عابد و زاہد و شب زندہ دار صاحب طرز ادیب، مسلک
دیوبند کے ترجمان، اشیاء کی عظیم اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ
الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ متکل کی شب تقریباً ڈیڑھ بجے ۹ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ بمطابق
۵ مئی ۲۰۰۹ء کو ۹۸ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفرہ واجعل قبرہ روضۃ من
ریاض الجنۃ۔ آپؒ کے سانحہ ارتحال پر ایک دور و عہد کا خاتمہ ہوا ہے۔ یہ سانحہ کسی ایک فرد خاندان، جماعت اور ملک و
قوم کا نقصان نہیں بلکہ پوری انسانیت اور عالم کا خسارہ اور نقصان ہے۔

وما کان قیس ہلکۃ ہلک واحد ولكنہ بنیان قوم تہلدا

قیس کی ہلاکت تنہا اس کی ہلاکت نہیں بلکہ اس سے قوم کی بنیادیں لرز اٹھیں۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے بجا فرمایا کہ یورپ اور دنیا کے جدید میں جو کام ایک اکیڈمی انجام دیتی ہے۔ برصغیر
(پاک و ہند) میں وہ ایک آدمی تنہا کرتا ہے۔ مولانا صفدرؒ نے بھی اپنی حیات میں ایک نہیں بلکہ کئی اکیڈمیوں سے
زیادہ کام کیا۔ وہ ایک عظیم نظام زندگی بلند نصب العین اور مسلسل جدوجہد کا مظہر تھے۔ اقبال کے الفاظ میں وہ اس شعر کی
صحیح تصویر تھے۔ نکلے بلند سخن دلخواز جاں پُر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

گلگرمند ڈی جہاں آپؒ نے اپنی زندگی کی ۶۶ (چھیاسٹھ) بہاریں گزاریں، نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء دیکھے
ہوں گے لیکن ایسا جامع کمالات عالم شاید ہی کہہ دیکھا ہو؟ آپؒ کی وفات کی الم انگیز خبر حقانیہ کے دفتر اہتمام میں ایک
استاد نے دی تو دل و دماغ نے ماننے سے انکار کیا۔ تاہم موت ایک ایسی وادی ہے جس سے ہر ایک، کو گزرتا ہے اور اسی
پر ہمارا عقیدہ و ایمان ہے۔ آئے روز کسی نہ کسی علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب کے غروب ہونے پر دل خون کے آنسو
روتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو علم و فضل کی بستیاں ویران ہو جائیں گی۔

وفات سے چند دن قبل آپؒ کی ملامت و تہمتیں، ملامت و پیغام: شیخ الحدیث حضرت

مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ آپ کا ربط و تعلق کافی پرانا اور گہرا تھا۔ وفات سے تین ہفتے قبل عالم اسلام اور پاکستان کی موجودہ پریشان کن اور کشیدہ حالات پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کو اپنے ہاں مشاورت کیلئے خصوصی طور پر بلایا اور جگر سوزی اور جھنجھلاہٹ کے عالم میں فرمایا کہ اسلام اور پاکستان کو اس وقت بچانے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے آپ آگے بڑھیں اور سب جماعتوں کو متحد کریں۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس موقع پر کہا کہ میں ہمیشہ اتحاد و وحدت کی کوششیں کرتا ہوں لیکن بعض عناصر اپنے مفادات کے حصول اور اس کے توڑنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کرتے۔ کفری طاقتوں کی بڑھتی ہوئی یلغار کے سامنے مقابلہ متحد ہو کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ گویا امام اہل سنتؒ کی نظر موجودہ پریشان اور ناگفتہ بہ حالات میں مولانا سمیع الحق مدظلہ پر مرکوز تھی۔ اس ملاقات کے بعد سرحد اور خاص کر سوات کے حالات کی بہتری کے لئے مولانا سمیع الحق جب مولانا صوفی محمد سے ملاقات کے لئے پہنچے تو اس موقع پر وہاں بھی مولانا صفدرؒ کا فون آیا اور ان مساعی پر خبر ہو کر خوشی سے کلھکللا اٹھے اور تائید کے ساتھ ساتھ دعائیں دیں۔

آپؒ سے راقم کی اولین شناسائی ان کی کتابوں اور ائمہ مغزوہ پر تاثیر تعنیفات کے ذریعہ ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ ابتداً احقر نے جد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ذاتی کتب خانے سے آپؒ کی ایک تحقیقی کتاب ”الکلام المفید فی اثبات التقلید“ حاصل کی اور اسے پڑھنا شروع کیا اگرچہ کم استعدادی اور کم سواد کی باعث اس وقت کما حقہ استفادہ نہ کر سکا تاہم مؤلف موصوف کی عظمت، کمال قوت استدلال، انداز بیان اور طرز و تحریر سے واقفیت پائی جو آئندہ زندگی میں دل و دماغ پر ثبت ہوئی۔ اس کے بعد آپؒ کی ایک کتاب ”مقام ابی حنیفہ“ سے استفادہ کیا۔ یہ کتاب دراصل نتائج التقليد نامی کتاب کی رد میں لکھی گئی جس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کا علمی و عملی مقام بیان کرنے کے علاوہ ان پر کئے گئے اعتراضات کے ٹھوس اور مسکت جوابات بھی دیئے گئے۔ اور پھر آپؒ کی کتاب ”تسکین الصدور“ جس میں برزخی اور قبر کی زندگی کے بارے میں مدلل بحث کی گئی ہے، جس پر حضرت شیخ الحدیثؒ کے بھی تقریظی تاثرات رقم ہیں دیکھی اور یوں قلبی و روحانی تعلق بڑھتا گیا۔ معمولی تغیر کے ساتھ کہوں گا کہ رع ”عشق“ بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اولین ملاقات اور خصوصی توجہ و شفقت: ان کتابوں کے مطالعے نے حضرت کے ساتھ ملاقات کرنے پر براہیختہ کیا اور پہلی دفعہ بالمشافہ زیارت اور قدم بوسی کے لئے تقریباً ۱۳ برس قبل آپ کے گھر واقع لکھنؤ حاضری کیلئے پہنچا۔ وہ پہلی ملاقات آج تک دل و دماغ پر گہرے نقوش چھوڑ گئی۔ آپ نے شفقت و محبت کی انتہاء فرمائی، رات اپنی بیٹھک میں ٹھہرایا، جہاں باوجود عظمت و علو شان، کثرت مشاغل اور تدریسی مصروفیات کے باوجود کئی گھنٹوں تک خود تشریف فرما رہے اور رات کا کھانا اپنے دست مبارک سے لا کر ناچیز کے سامنے رکھا اور پھر ساتھ بیٹھ کر کھلایا۔ صبح ناشتے کے موقع پر

بھی اصغر پروری کا عظیم نمونہ پیش کرتے ہوئے خصوصی توجہ سے نوازا۔ اولیٰ یک اصواء ی لہجنتی بمثلہم ۱۵۱

جمعنا یا جبریر المجمع

دیوبند سے فراغت اور لکھنؤ منڈی میں سکونت: اس ملاقات میں احقر نے پوچھا کہ آپ کا تعلق تو آبائی طور پر ہزارہ سے ہے لکھنؤ میں آپ کس طرح بس گئے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ دیوبند سے واپسی پر دوران سفر یہاں سے گزر ہوا تو نماز کے لئے رکا اور امامت کی۔ جس پر مقامی لوگوں نے متاثر ہو کر مجھے یہاں ٹھہرنے اور خطابت کرنے کی دعوت دی جسے میں نے قبول کیا اور یوں لکھنؤ میرا مسکن بن گیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ۱۹۳۱ء میں فراغت پائی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ارشادات سے نوازا۔ افسوس کہ وہ قلمبند نہ کر سکا۔

شرف تلمذ اور اجازت حدیث: دوسری مرتبہ یکم شعبان ۱۳۲۰ھ کو دورہ حدیث سے فراغت پانے کے بعد اجازت حدیث حاصل کرنے کے لئے آپ کی قدم پوسی کی۔ اس موقع پر میرے ہمراہ مولانا افتخار صدیقی بھی تھے۔ میں نے اجازت حدیث کی درخواست کی تو آپ نے بخاری شریف کی پہلی اور آخری روایت مع سند کے پڑھنے کے لئے فرمایا اور میں نے قراءت علی الشیخ کیا ایک آدھ مقام پر عبارت کی تصحیح بھی فرمائی اور یوں احقر کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ آپ نے اپنی سند اجازہ بھی مرحمت فرمائی اور اس پر اپنے دست مبارک سے دستخط فرمائے۔ ایک دفعہ بروز پیر ۱۸/شعبان ۱۳۲۲ھ بمطابق ۵ نومبر ۲۰۰۱ء کو رانیوڈ کے اجتماع سے واپسی پر رفیق سفر دلشاد علی خان ایڈووکیٹ کے ساتھ زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ پر فاج لحاحلہ ہوا تھا۔ جس کا اثر بدن میں بائیں طرف زیادہ تھا۔ اس موقع پر ہمیں آپ کے کمرے میں ایک گھنٹہ تک مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اکابر نے ہمیشہ افراط و تفریط سے بچ کر کام کیا۔ خیر الامور اوسطھا پر عمل پیرا ہوتے۔ اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔

تصویر سازی، بیمہ زندگی اور پیشہ وکالت کے بارے میں ارشادات: دوران ملاقات کچھ اور مہمان بھی آئے۔ ایک شخص سے آپ نے پوچھا کہ کیا مشغلہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ فوٹو گرافر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کام جائز نہیں ہے اگرچہ آپ با امر مجبوری یہ کام کرتے ہو لیکن یہ یاد رکھو کہ اسے جائز کبھی مت سمجھو۔ میرے رفیق سفر سے پیشے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسٹیٹ لائف میں ملازمت کا کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیمہ کا کام بالکل چھوڑ دو یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ میرے ساتھی نے کہا کہ میں نے وکالت کی تعلیم بھی حاصل کی ہے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ وکالت کا کام بھی کچھ زیادہ اچھا تو نہیں۔ تاہم اگر احتیاط پیش نظر ہو تو پھر صحیح ہے۔ بعض علماء نے اس کو مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ اور پھر تالیف قلب کے لئے فرمایا کہ اگر اختلاف کو دیکھا جائے تو پھر تو عیسائی خدا کے بارے میں اختلاف کے شکار ہیں۔ احقر نے علم و عمل کے لئے تعویذ کی درخواست کی تو آپ نے لکھ کر دوسرے کاغذ میں پلیٹ کر مرحمت فرمایا۔ میں نے آپ کی عمر کے بارے میں سوال کیا کہ تو فرمایا کہ قمری اعتبار سے ۹۰ سال پورے ہو چکے ہیں اور ایک اوپر چل

رہا ہے۔ جبکہ شخصی اعتبار سے ۸۸ برس ہے۔ دوران گفتگو حضرت مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم و ذکرہ فرمایا کہ تو آپ نے ان کی شفاء کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ عمر کے لحاظ سے وہ مجھ سے کافی چھوٹے ہیں۔ آپ کی بیماری اور فالج کے بارے میں ذکر ہوا تو فرمایا کہ اثر بہت زیادہ ہے اور جس سے بے حسی بھی بڑھ رہی ہے، کمزوری بھی محسوس کرتا ہوں، ہر قسم کا علاج کیا مگر فائدہ کم ہی ہوتا ہے۔

نصیحت اور تحریر کلمات خیر: اس مجلس کے اختتام پر احقر نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس کام (دین اور علوم دینیہ) میں لگے ہو اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں۔ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خیر کم من تعلم القرآن و علمہ علوم دینیہ قرآن کے خادم علوم ہیں۔ انکے بدون قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا ناممکن ہے۔ تو اسلئے ان علوم کا حکم بھی قرآن کی مانند ہے۔ حضرت کی شفقت و محبت کے پیش نظر جرات کر کے عرض کی کہ کاغذ پر کچھ کلمات خیر و نصیحت تحریر فرمائیے تو آپ نے لکھا وکن ارضا لبینت فیک وردہ فان الورد منبعہ تراب (زمین بن جاؤ تا کہ پھول کھلاؤ اسلئے کہ پھول اگانے والی مٹی ہی ہوتی ہے یعنی تواضع و معجز و انکساری اختیار کرنا مراد ہے) ہمیشہ آخرت اور قبر کو پیش نظر رکھیے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ واللہ الموفق

العبد العضیف ابو الزاهد محمد سرفراز عفی عنہ (۱۸/ شعبان العظم ۱۴۳۲ھ / نومبر ۲۰۱۱ء)

نماز جنازہ میں شرکت: آپ کی وفات کی خبر ملتے ہی جنازہ میں شرکت کا ارادہ کیا۔ دارالعلوم تھانیہ سے ایک وفد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں روانہ ہوا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق، حضرت مولانا حامد الحق، حضرت مولانا سید یوسف شاہ، مولانا سلمان الحق، مولانا سید احمد شاہ اور احقر شامل تھے۔ چھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد لکھنؤ پہنچے تو ٹریفک پہلے سے جام تھا۔ دوران سفر جنازہ میں شرکت کیلئے دور دراز سے جمعیت علماء اسلام کے وفد کی رسیدگی کی اطلاعات مولانا سمیع الحق کو موبائل پر موصول ہوتی رہیں۔ ایک گھنٹہ کی جدوجہد اور کوشش کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول لکھنؤ کے اس میدان میں پہنچ پائے جہاں لاکھوں افراد حضرت کے آخری دیدار اور جنازہ کیلئے جمع تھے۔ کافی دھکم پیل کے بعد سٹیج تک پہنچے جہاں مولانا زاہد الراشدی انکے دیگر برادران صاحبان اور اسٹیج پر موجود علماء کرام سے تعزیت کرنے کے بعد مجمع عام کے سامنے مولانا سمیع الحق نے مختصر تعزیتی کلمات بیان فرمائے۔ مولانا صفدر کا جسد اطہر سٹیج کے سامنے رکھا ہوا تھا، ان کے چہرے پر نورانیت اور اطمینان کی عجیب کیفیت ہر کوئی ملاحظہ کر رہا تھا۔ ہائی سکول کا وسیع و عریض میدان اور اس کے ارد گرد تمام سڑکیں بھری ہوئیں تھیں۔ نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا زاہد الراشدی نے پڑھائی، اڑدھام کے باعث بہت سارے لوگ نماز جنازہ میں شرکت سے محروم ہو گئے۔ گوجرانوالہ کی تاریخ میں ایسا جنازہ پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ واپسی پر جی ٹی روڈ رش کی وجہ سے تین گھنٹے تک بلاک رہا۔

مولانا مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ: آپ کی پیدائش ۱۹۱۲ء کو بھٹی جرنل داغلی کڑمگ بالا نامسمہ ہزارہ

میں جناب نور احمد خان ولد گل احمد خان مرحوم کے گھر میں ہوئی۔ والدہ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے والد مرحوم کو آپ کی تعلیم کی بے حد فکر رہتی۔ تیرہ برس کی عمر میں ۱۹۲۷ء میں پھوپھی زاد بھائی کے ہمراہ سکول میں داخل کر دیا۔ چند جماعتیں پڑھنے کے بعد مولانا غلام غوث ہزاروی کے قائم کردہ مدرسہ ”اصلاح الرسوم“ سے دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد خانپور، مصری شاہ لاہور، مرہانہ ڈسکہ سے ہوتے ہوئے وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ پہنچے۔ جہاں دو سال تک پڑھتے رہے۔ پھر مزید تعلیم کے لئے گوجرانوالہ کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم میں حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب، فاضل دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موقوف علیہ تک کی کتابیں ان کے پاس پڑھیں۔ حصول علم کے لئے جو صعوبتیں شہداء آپ نے برداشت کیں اور جن سخت حالات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا وہ آپ کی زندگی کا علیحدہ و مستقل باب ہے۔ دورہ حدیث شریف کیلئے دارالعلوم دیوبند اپنے بھائی کے ہمراہ پہنچے۔ جہاں ۱۹۳۱ء کو سند فراغت حاصل کی۔ جوش و خروش، تقریری و تحریری شہرت اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر آپ کو دارالعلوم دیوبند میں طلباء تنظیم کی صدارت سونپی گئی۔ تفسیر قرآن میں حضرت مولانا حسین علیؒ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ انوار العلوم سے کیا۔ ۹/ جولائی ۱۹۳۳ء کو چودھری حاجی فخر الدین اور جناب ماسٹر کرم الدین کی دعوت پر آپ لکھنؤ کی جامع مسجد بوہڑ والی کی خطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور یہاں درس نظامی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تیرہ چودہ برس تک یہاں جاری رہا۔ شوال ۱۳۷۴ھ کو آپ کا تقرر مدرسہ نعرۃ العلوم میں ہوا۔ جہاں نصف صدی تک آپ حدیث و تفسیر اور علوم دینیہ کی روشنی بکھیرتے رہے۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف پاکستان بلکہ اطراف عالم میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پانچ درجن سے زائد متوسط و ضخیم مستند و تحقیقی کتب تصنیف فرمائیں۔ عصر حاضر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف اٹھنے والی ہر سازش کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اہل سنت و الجماعت کی نمائندگی اور توضیح و دفاع میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان خدمات کی بدولت آپ امام اہل سنت کے لقب سے مشہور ہوئے۔ قومی و ملی و مذہبی تحریکات میں بھی بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہر قسم کے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء کو عقد ازدواج میں منسلک ہوئے۔ دوسری شادی ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔ آپ گزشتہ ۹ برس سے علیل تھے تاہم آپ کی علمی و دینی دلچسپی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بینائی کی کمزوری کی وجہ سے کتابیں پڑھنے سے عاجز ہو گئے تو اس کی سماعت دوسروں سے فرماتے۔ آپ کے گھر پر روزانہ درجنوں افراد ملاقات کے لئے حاضر ہوتے، ہر ایک سے باوجود ضعف و نقاہت کے خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملنے اور کسی مہمان کو ضیافت کے بغیر نہ چھوڑتے۔ افسوس کہ آج وہ ہم میں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں بہترین مقامات قرب و رضا سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔